رابطۂ عالمِ اسلامی کی قراردادیں

رابطہ کی مجلس اساسی کا ساتواں اجلاس جو ۲۷ رذی القعدہ سے ۲۲ رذی الحجہ ۸۵ھ ۱۹ر مارچ سے ۱۲ر اپریل ۱۹۶۶ء تک مکہ مکرمہ میں زیرِ صدارت شیخ محمد بن ابراہیم (مفتی اکبر مملکت سعودیہ) منعقد ہوا تھا۔ اس میں حسبِ ذیل قراردادیں منظور کی گئیں:

۱۔ قضیۂ فلسطین مجلسِ اساسی اس باب میں اپنی سابقہ قراردادوں کی پھر تجدید کرتی ہے کہ فلسطین کے لوگوں کو اپنے ملک میں پُورا پُورا حق خود اختیاری ملنا چاہیے، اور جو کچھ بھی صہیونی تسلط کو برقرار رکھنے کے لیے کیا جا رہا ہے وہ کوئی قانونی حیثیت نہیں رکھتا۔ حال میں بعض عرب ممالک نے اپنے ہمسایہ اسلامی ممالک کے ساتھ دوستانہ تعلقات بڑھانے کی جو کوشش کی ہے اور خاص طور پر ترکی اور ایران سے جو خوشگوار تعلقات پیدا کیے ہیں، یہ مجلس ان کو نہایت خوش آئند سمجھتی ہے اور امید رکھتی ہے کہ من جملہ دوسرے فوائد کے ان کا یہ فائدہ بھی ہو گا کہ قضیۂ فلسطین قومیتِ عربیہ کے تنگ دائرے سے نکل کر عالمِ اسلامی کے وسیع دائرے کا مسئلہ بن جائے گا جس کی ضرورت یہ مجلس ایک مدت سے محسوس کر رہی تھی۔

مجلسِ اساسی عربی اور اسلامی ممالک سے توقع رکھتی ہے کہ وہ آپس میں ہر طرح کے لڑائی جھگڑے اور مخالفت کو کلیتہً ختم کر دیں گے اور افہام و تفہیم کا دامن تھامیں گے۔ یہ ان کے مشترکہ مسائل کی خدمت ہو گی اور خاص طور پر قضیۂ فلسطین کی جو درحقیقت عالمِ اسلام کا مسئلہ نمبر ایک ہے۔

یہ مجلس تمام مسلم اور عرب ممالک سے اپیل کرتی ہے کہ وہ اپنی صفوں میں اتحاد و اتفاق پیدا کریں اور فلسطینی عوام کو ان کا عادلانہ حق دلانے کے لیے جلد از جلد عملی اقدام کریں، کیونکہ

حالات روز بروز صیہونی ظلم کے حق میں جا رہے ہیں اور مسئلۂ فلسطین کو نقصان پہنچ رہا ہے۔

۲۔ سربراہانِ عالمِ اسلام کی کانفرنس

مکۂ مکرمہ کی دوسری مؤتمر اسلامی منعقدہ ۱۳۸۴ھ میں سربراہانِ عالمِ اسلامی کی کانفرنس اور اس کی ضرورت کے بارے میں جو قراردادیں پاس کی گئی تھیں ان کے بارے میں رابطہ کے سیکرٹریٹ کی رپورٹ مجلس کے سامنے پیش ہوئی اور مجلس کو یہ معلوم کر کے نہایت اطمینان ہوا کہ ایسی ایک کانفرنس منعقد کرنے کے لیے اب تک کیا اقدامات کیے گئے ہیں جس میں اعلیٰ سطح پر عالمِ اسلامی کے سربراہانِ مملکت جمع ہو کر مسلمانوں کے مسائل اور مشکلات کا حل سوچیں اور مسلمان قوموں کے درمیان اتحاد و تعاون کی کوئی عملی صورت طے کریں۔

مجلس اساسی شاہ فیصل کی شکر گزار ہے کہ انہوں نے مؤتمر کی اس تجویز کی تائید و حمایت کی اور اُن سربراہانِ عالمِ اسلامی کا بھی شکریہ ادا کرتی ہے جنہوں نے آگے بڑھ کر اس کا خیر مقدم کیا۔

مجلس اس بات پر بھی بڑی خوشی کا اظہار کرتی ہے کہ دنیا بھر کے مسلمانوں نے عموماً اس تجویز کو بہت پسند کیا ہے اور ہر طرف سے اس تجویز کی تائید میں آواز اٹھائی ہے۔ تمام اطراف و اکنافِ عالم کے مسلمان یہ محسوس کرتے ہیں کہ اسلامی اتحاد ہی وہ راستہ ہے جس سے مسلمان دشمنوں کے مکر و کید سے اپنا بچاؤ کر سکتے ہیں اور اُن بیرونی اثرات کے مقابلے میں عالمِ اسلامی کی حفاظت کر سکتے ہیں جو اخلاقی بگاڑ اور تباہ کُن عقائد و نظریات کا ایک سیلاب مسلمان ملکوں میں لا رہے ہیں تاکہ مسلم معاشرے کی بنیادوں کو متزلزل کر کے انہیں استعماری طاقتوں کے لیے آسان شکار بنا دیں۔

مجلس اساسی اس بات کو پھر دہراتی ہے کہ اتحادِ عالمِ اسلامی کی تحریک کسی ایک فرد یا کسی ایک حکومت کی جانب سے نہیں کی گئی ہے، اور اس خیال سے تو اُسے کوئی دور کا واسطہ بھی نہیں ہے کہ کسی کے خلاف اتحاد کیا جائے یا یہ اتحاد کسی کے لیے چیلنج ہو۔ یہ تو

درحقیقت اِس امر کی ایک مخلصانہ کوشش ہے کہ اسلامی ممالک کی حکومتوں کے درمیان اتفاق کی فضا پیدا کی جائے اور اِن ممالک کی اجتماعی زندگی کو اسلام کی بتائی ہوئی بنیادوں کے مطابق استوار کیا جائے تاکہ مستقبل میں ایسے لوگ انسانیت کی خدمت کریں جو اللہ پر صحیح ایمان رکھتے ہوں، اور نوعِ انسانی کے لیے امن و سلامتی کے باعث بنیں۔ آخر کیا وجہ ہے کہ جب دنیا میں صرف متشابہ نظریات رکھنے والی قومیں ہی نہیں بلکہ متصادم نظریات کی حامل قومیں بھی اپنی بھلائی اور ترقی کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کی راہیں نکال رہی ہیں تو ہم مسلمانوں کے درمیان ایسا تعاون پیدا کرنے کی کوشش نہ کریں؟ ہمارا تو ایمان یہ ہے کہ مسلمانوں کے درمیان یہ تعاون سب سے زیادہ ہونا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو آپس میں بھائی بھائی بنایا ہے اور یہ اخوت ہمارے ایمان کے تقاضوں میں سے ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ان هٰذہ امتکم امۃ واحدۃ، اور انما المومنون اخوۃ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: المؤمن للمؤمن کالبنیان یشد بعضہ بعضًا۔ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تعلیمات قطعی طور پر یہ طے کردیتی ہیں کہ مسلمانوں کے درمیان اصل تعلق وحدت اور تعاون ہی کا تعلق ہے اور ان کا باہمی تفرقہ و اختلاف ایک عارضی حالت ہے جو دین سے دُوری اور استعماری سیاست کی تدبیروں کے باعث ان پر طاری ہوگئی ہے۔ ہم سب کی بھلائی اسی میں ہے کہ ہم متفقہ جدوجہد سے حالات کو پھر سے اُن کے اصلی رُخ کی طرف پلٹائے جائیں۔ واللہ ولی التوفیق۔

اس کانفرنس کے سلسلے میں مجلس اساسی کی تجاویز حسبِ ذیل ہیں:

کانفرنس مکہ معظمہ میں منعقد ہونی چاہیے، اس لیے کہ یہ وحی الٰہی کے نازل ہونے کا مقام بھی ہے اور روحانی برکات کا منبع بھی۔

اس کا انعقاد ایامِ حج کے ماسوا دوسرے کسی قریب ترین ممکن وقت میں ہونا چاہیے۔

مجلسِ اساسی کی رائے میں من جملہ دوسرے امور کے جو شریک ہونے والے سربراہانِ مملکت زیرِ بحث لانا مناسب سمجھیں، حسبِ ذیل امور پر بھی توجہ کی جانی چاہیے:

۱۔ مسلم ممالک کے درمیان تعاون کی مختلف صورتوں کے امکانات کا جائزہ تاکہ مشترکہ مقاصد و مصالح کے لیے مل کر کام کیا جاسکے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق اسلامی اخوت کی بنیادیں زیادہ سے زیادہ مضبوط ہوسکیں۔

۲۔ عالمی امن کی حفاظت اور قوموں کے اخلاقی اور اجتماعی معیارِ حیات کی بلندی اور ایٹمی ہتھیاروں کی روک تھام کے لیے مسلم ممالک کی متحدہ سعی۔

۳۔ دنیا کی قوموں کو بے جا استحصال سے بچانے اور استعمار کی مختلف شکلوں سے ان کو نجات دلانے کی کوشش اور مظلوم قوموں کی حمایت۔

۴۔ اسلامی فکر کے احیاء اور اسلام کی بنیادوں پر مسلم معاشرے کی تعمیر کے لیے عملی تدابیر اور وسائل کا جائزہ۔

۵۔ کانفرنس کی تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ایک انتظامی مشینری کا قیام۔

۶۔ ایک ایسے ادارے کا قیام جو مسلم ممالک کے درمیان رونما ہوجانے والے اختلافات کو اللہ تعالیٰ کے ارشاد انما المومنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم کی روشنی میں رفع کرائے۔

۳۔ تبلیغِ اسلام

مجلسِ اساسی شاہ فیصل کا اس بات پر شکریہ ادا کرتی ہے کہ پچھلے سال مؤتمر کے اجلاسِ عام نے جن ملکوں میں خاص طور پر تبلیغِ اسلام کا انتظام کرنے کی ضرورت ظاہر کی تھی، انھوں نے اس کے لیے مالی مدد دینا قبول فرمالیا ہے اور مملکت سعودیہ کے بجٹ میں اس کے لیے رقم مخصوص کردی گئی ہے۔

۴۔ ریڈیو "صوت الاسلام" (مکہ) کے بارے میں

مجلسِ اساسی مکۂ معظمہ کے ریڈیو صوت الاسلام کے بارے میں حسبِ ذیل تجاویز پیش کرتی ہے:

(۱) اس ریڈیو سٹیشن کو اتنا قوی کر دیا جائے کہ اس کی آواز سارے اسلامی ممالک میں آسانی سنائی دے سکے۔

(۲) وزارتِ اطلاعات میں ممتاز اصحابِ علم و دانش کی ایک خاص کمیٹی بنائی جائے جو اسلامی نشریات کے پروگراموں کی نگرانی کرے اور رابطۂ عالم اسلامی کا ایک نمائندہ بھی اس میں لیا جائے۔

(۳) مناسب اوقات پر ان نشریات کے لیے اوسطاً روزانہ ۳ گھنٹے صرف کیے جائیں۔

(۴) عربی کے علاوہ اسلامی ممالک کی دوسری بڑی بڑی زبانوں میں بھی اسلامی پروگرام نشر کیا جائے۔

۵ - مجمع فقہ اسلامی

مجلس اساسی نے مؤتمر اسلامی کے گذشتہ اجلاس عام کی تیسری قرارداد پر بھی غور کیا جس میں یہ تجویز کی گئی تھی کہ عالم اسلامی کے محقق علماء و فقہاء پر مشتمل ایک مجلس بنائی جائے جو موجودہ زمانے کی ضروریات کے لحاظ سے پیش آنے والے اسلامی مسائل پر بحث کرے اور کتاب اللہ و سنتِ رسول اللہ اور معتبر فقہی مآخذ کی روشنی میں ان مشکلات کا حل تلاش کرے جن سے دورِ حاضر کے مسلمان دوچار ہیں۔

اس غرض کے لیے مفتیٔ اکبر جناب شیخ محمد بن ابراہیم کی صدارت میں مندرجۂ ذیل حضرات پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی، جو اس منصوبے کو بروئے کار لانے کے لیے مفصل رپورٹ پیش کرے گی:

۱ - مولانا ابوالحسن علی ندوی	بھارت
۲ - مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی	پاکستان
۳ - شیخ محمد الحرکان	سعودی عرب
۴ - شیخ محمد محمود الصواف	عراق
۵ - شیخ محمد الفاضل بن عاشور	تونس

۶۔ شیخ عبدالعزیز بن باز — وائس چانسلر مدینہ یونیورسٹی

۶۔ منیٰ کی زمینیں

حجاج کی کثرت کی وجہ سے منیٰ بہت تنگ ہو گیا ہے، اور مزید تنگی اس لیے ہو گئی ہے کہ لوگوں نے وہاں کثرت سے مکانات بنا لیے ہیں، جنہیں وہ بہت بھاری کرایوں پر حجاج کو دیتے ہیں۔ اس لیے منیٰ کی زمینوں کے بارے میں مجلس کے سامنے جو مسائل زیر بحث آئے ان کا خلاصہ درج ذیل ہے:

(۱) حدودِ منیٰ۔ فقہاء نے حدودِ منیٰ کو متعین کرتے ہوئے کہا ہے کہ ایک طرف جمرۂ عقبہ اور وادیٔ مُحَسّر کے درمیان اور دوسری جانب جبل ثَبیر اور جبل الصالح کا درمیانی علاقہ منیٰ ہے۔ ان حدود کے باہر جو علاقہ ہے وہ منیٰ میں شمار نہ ہو گا اور اس میں رات گزارنے سے منیٰ میں شب بسر کرنے کا حکم پورا نہیں ہوتا۔ حضرت عمرؓ نے اعلان کیا تھا کہ کوئی حاجی عَقَبہ کے باہر رات نہ گزارے، اور وہ چند آدمیوں کو اس کام پر مامور کر دیتے تھے کہ حاجیوں کو عَقَبہ کے دوسری جانب سے ہٹا کر منیٰ کے حدود میں لے آئیں۔

(۲) منیٰ کی عمارتیں۔ منیٰ میں کوئی عمارت نہیں بنائی جا سکتی اور نہ کوئی شخص اس کی زمینوں کا مالک ہو سکتا ہے۔ یہ حکم حدیث میں صاف وارد ہوا ہے۔ ترمذی کی روایت ہے کہ ان عائشة رضی الله عنہا قالت یا رسول الله الا نبنی لک بیتاً یظلک بمنیٰ۔ قال لا۔ منیٰ مناخ من سبق "حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کے لیے منیٰ میں ایک مکان کیوں نہ تعمیر کر دیں جس کے سایہ میں آپ قیام فرمائیں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، نہیں، منیٰ تو ہر اس شخص کا ٹھکانا ہے جو پہلے وہاں پہنچ جائے"۔ ابن ماجہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا تبنوا لی بیتاً بمنیٰ "میرے لیے منیٰ میں کوئی مکان نہ بناؤ"۔ انہی روایات سے استدلال کرتے ہوئے ابن قیم کہتے ہیں کہ منیٰ میں سب کا حق مشترک ہے، جو بھی پہلے وہاں پہنچ کر کسی جگہ پر اتر جائے وہ اس جگہ ٹھیرنے کا زیادہ حق دار ہے جب تک وہ وہاں سے روانہ نہ ہو جائے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے

متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے منیٰ کے اندر تعمیر شدہ مکانات کو گرا دینے کا حکم دے دیا تھا۔

(۳) منیٰ کی بالائی فضا کا حکم۔ منیٰ میں زمین سے آسمان تک کی فضا اور زمین کی سطح کا حکم وہی ہے جو منیٰ کا ہے۔ کتب فقہ میں یہ اصول بیان کیا گیا ہے کہ جو شخص کسی زمین کا مالک ہو وہ اس کی فضا کا بھی مالک ہو گا۔ اس لیے منیٰ کی زمین کی طرح اس کی بالائی فضا بھی مسلمانوں کے لیے وقفِ عام ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ "من احیا ارضاً میتۃ فھی لہ ولیس لعرق ظالم حق"۔ جس نے کسی ویران زمین کو آباد کیا وہ زمین اسی کی ہے، ظالم کے لیے اس میں کوئی حق نہیں"۔

(۴) منیٰ کے پہاڑ۔ فقہاء کا قول ہے اور امام نووی نے اس کی تصریح کی ہے کہ منیٰ کے اطراف میں جو پہاڑ ہیں ان کا وہ رُخ جو منیٰ کی جانب ہے منیٰ کہلائے گا۔ اور ان کی پچھلی طرف منیٰ میں شمار نہ ہو گی۔

اِن احکام کی بنا پر منیٰ کی اراضی کے بارے میں مجلسِ اساسی نے مندرجۂ ذیل امور طے کیے:

۱۔ جب یہ بات متفق علیہ ہے کہ جبلِ ثبیر اور جبل الصابح کا منیٰ کی جانب والا حصہ منیٰ ہی کہلائے گا، بلکہ ان کی چوٹیوں تک کا حصہ بھی منیٰ ہے تو مجلسِ اساسی کی رائے میں ان پہاڑوں سے استفادہ کرنا چاہیے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ ان پہاڑوں پر آسانی سے آمد و رفت کے لیے سیڑھیاں اور سڑکیں بنا دی جائیں، تاکہ حاجی وہاں ٹھیر سکیں۔ حکومت کو چاہیے کہ ماہرینِ تعمیرات کی ایک کمیٹی تشکیل دے جو اس تجویز کو روبعمل لانے کے امکانات کا جائزہ لے۔

۲۔ جمراتِ ثلاثہ پر کنکریاں پھینکنے کے اوقات میں جو زبردست ازدحام ہو جاتا ہے، درحقیقت میں بعض جانیں تک تلف ہو جاتی ہیں اس کی وجہ وہ مکانات ہیں جو وہاں بن گئے ہیں، کیونکہ انہی کے باعث راستے تنگ ہو گئے ہیں اور جس سے حاجیوں کو آمد و رفت میں سخت دقت پیش آتی ہے۔ اس لیے مجلسِ اساسی کی رائے ہیں:

ا۔ ضروری ہے کہ اولین فرصت میں یہ عمارتیں گرا دی جائیں، خصوصاً وہ عمارات جو جمرۂ

عقبہ اور جمرۂ وسطی کے درمیان ہیں۔

ب ۔ جمرۂ اولیٰ کے اردگرد کے علاقے کو وسیع کر دیا جائے تاکہ کنکریاں مارنے کے وقت حاجیوں کی نقل وحرکت میں سہولت ہو جائے ۔ اس کی صورت یہ ہے کہ جمرۂ اولیٰ کے قریب جو تین عمارتیں ہیں ان کا اتنا حصہ توڑ دیا جائے جو توسیع کے لیے کافی ہو۔

ج ۔ آل الشیبی کے مکان (الجوھرۃ) کے سامنے والی عمارت سے لے کر منیٰ کے آخر تک شارع عام کی مناسب حد تک توسیع کر دی جائے تاکہ ایک طرف سے دوسری طرف تک کا پورا منظر آدمی کو بخطِ مستقیم نظر آسکے ۔ اس غرض کے لیے سڑک کے دائیں جانب والی ساری عمارتیں گرادی جائیں ۔

۳ ۔ شارع عام دوہری بنائی جائے جس پر آنے اور جانے کے راستے الگ الگ ہوں، اور بعد میں اس سڑک کو مسقف کر دیا جائے تاکہ حاجی رمی جمرات کے دوران آتے جاتے گرمی کی تپش سے محفوظ رہ سکیں ۔

۴ ۔ رہیں منیٰ کی باقی عمارات تو ان کے لیے مجلس کی رائے یہ ہے کہ علماء اور اہلِ فن کی ایک کمیٹی بنا دی جائے جو اس پر غور کرے کہ مصلحتِ عامہ اور احکامِ شرعیہ کی روشنی میں ان عمارات کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے ۔

۵ ۔ منیٰ کے تنگ ہو جانے کا ایک اور سبب یہ ہے کہ حج کے موقع پر خالی زمینوں کی تقسیم میں مختلف لوگوں کی ضروریات کا ٹھیک جائزہ نہیں لیا جاتا اور بعض لوگ اپنی ضرورت سے زیادہ جگہ پر قبضہ جما لیتے ہیں ۔ اس لیے مجلس کی رائے میں خالی اراضی کو تقسیم کرنے والی کمیٹی کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرانے کی ضرورت ہے کہ وہ بے جا تصرفات کو روکے اور ہر ایک کو صرف اس کی ضرورت کے مطابق زمین دے ۔

۶ ۔ مجلس کی رائے میں جدید تعمیرات بالکل ممنوع قرار دے دی جائیں، بجز اس صورت کے جس کا ذکر ہم آگے نمبر ۷ میں کر رہے ہیں ۔

۷۔ مجلس کی رائے میں منیٰ کو وسیع کرنا اشد ضروری ہے۔ اس غرض کے لیے یہ مجلس فرمانروائے وقت کو جن پر مشاعرِ دینیہ اور مسلمانوں کے مصالحِ عامّہ کی حفاظت کی اوّلین ذمّہ داری عائد ہوتی ہے، یہ مشورہ دیتی ہے کہ وہ منیٰ میں حسبِ ضرورت پختہ سیمنٹ کی کئی منزلہ عمارتیں تعمیر کرانے کی منظوری دیں جن کا نیچے کا حصّہ بالکل کھلا ہو (یعنی ستونوں پر عمارتیں بنائی جائیں) اور اس میں حاجی بغیر کسی معاوضہ کے ٹھیر سکیں۔ رہے اوپر کے حصّے، تو وہ وقف تو حاجیوں ہی کے لیے ہوں، مگر ان کو حکومت کی نگرانی میں ایسے مناسب کرائے پر دیا جائے جو ان عمارات کی مرمت و اصلاح اور دیکھ بھال کے لیے کافی ہو اور ان سے جو زائد آمدنی بچ رہے وہ حج ہی کی ضروریات کے لیے استعمال کی جائے۔ اس طرح کی عمارات ابتداءً ان پہاڑوں پر بنائی جائیں جو بحالتِ موجودہ حاجیوں سے خالی رہتے ہیں اور جب یہ اسکیم کامیاب ہو جائے تو پھر بتدریج منیٰ کے باقی ماندہ حصّوں میں بھی ایسی تعمیرات کا سلسلہ شروع کر دیا جائے۔ (صدرِ مجلس نے منیٰ میں تعمیرات کی اجازت سے اختلاف کا حق اپنے لیے محفوظ رکھا ہے)۔

۸۔ مجلس کی رائے میں یہ مناسب ہوگا کہ کسی قسم کی توسیع اور تعمیر شروع کرنے سے پہلے ماہرینِ فن کی ایک کمیٹی اس غرض کے لیے مقرر کی جائے کہ وہ ان تمام اصلاحات کا ایک منصوبہ بنائے جو منیٰ میں پانی، بجلی، روشنی، ٹیلیفون اور دوسری سہولتوں کی بہم رسانی کے لیے مطلوب ہیں، تاکہ آئندہ تعمیرات میں ان کو ملحوظ رکھا جا سکے اور تمام اصلاحات ایک سوچے سمجھے نقشے پر ہوں۔

۷۔ قربانی کے گوشت کا انتظام

مجلس نے قربانیوں کے گوشت اور اس سے استفادے کے مسئلے پر بھی احکامِ شریعت کی روشنی میں غور کیا اور اس کے جملہ پہلوؤں کا جائزہ لینے کے بعد مجلس اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ شرعی مصلحت حسبِ ذیل تدابیر کو عملی جامہ پہنانے کی مقتضی ہے:

۱۔ منیٰ کے اطراف میں متعدد مقامات پر بقدرِ حاجت مذبحے بنا دیے جائیں۔ اُن میں پانی، بجلی، سائے اور صفائی کا خاطر خواہ انتظام کیا جائے، کھالیں اتارنے کے لیے جدید آلات

نصب کیے جائیں، اور جو گوشت قربانی کرنے والوں اور فقراء میں تقسیم ہونے کے بعد بچ رہے اُس کو سرد خانوں میں رکھنے کا انتظام کیا جائے۔ ہر حاجی کو اس امر کی پوری سہولت بہم پہنچائی جائے کہ وہ اپنے جانور کو ذبح کرکے جتنا گوشت لینا چاہے مذبح ہی سے حاصل کر سکے تاکہ حجاج کی قیام گاہوں میں گندگی نہ پھیلنے پائے۔ نیز یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ قربانی کرنے والوں کی حاجت سے جو گوشت بچ جائے اسے مستحقین میں تقسیم کرنے کا انتظام کرے۔

۲۔ مذبح خانوں کے منتظمین کو اس بات کی تاکید کر دی جائے کہ قربانی کرنے والے اصحاب اور فقراء و مساکین کو حسبِ طلب گوشت لینے میں کسی قسم کی تکلیف یا رکاوٹ پیش نہ آئے۔ کیونکہ یہی شریعتِ مطہرہ کا منشاء ہے۔ اس کے بعد یہ منتظمین کی ذمہ داری ہے کہ باقیماندہ گوشت کو ضائع نہ ہونے دیں اور سرد خانوں میں اسے محفوظ کرکے مستحق افراد میں تقسیم کرنے کا انتظام کریں۔

۳۔ کھالوں، ہڈیوں، آنتوں اور خون اور فضلات وغیرہ کو بھی بروقت محفوظ کر لیا جائے تاکہ جائز شرعی طریقہ پر ان سے استفادہ کیا جا سکے اور جن چیزوں کی بیع جائز ہو انہیں بیچ دیا جائے۔ اس سے جو رقم وصول ہو اُسے فقراء و مساکین کے مصالح میں خرچ کر دیا جائے۔

۴۔ بہت سے حاجی قربانی کے لیے جانور خرید لیتے ہیں جو شرعی شرائط پر پورے نہیں اُترتے، مثلاً کمزور یا کم عمر ہوتے ہیں یا ان میں کوئی عیب ہوتا ہے۔ اس لیے ہماری رائے میں مذبح خانوں کے پاس ایک وسیع میدان قربانی کے جانوروں کی خرید و فروخت کے لیے مخصوص کر دینا چاہیے جس میں اس بات کا خاص طور پر لحاظ رکھا جائے کہ وہاں وہی جانور لائے جائیں جو شرعی حیثیت سے قربانی کے لائق ہوں۔ اور جو جانور اس معیار پر پورے نہ اُتریں انہیں وہاں لانے کی اجازت ہی نہ دی جائے۔

۵۔ مجلسِ اساسی حکومت سے توقع رکھتی ہے کہ وہ حج کے منتظمین کو آئندہ سال ۱۳۸۶ھ کے حج سے پہلے ان قراردادوں پر عمل درآمد کرنے کی ہدایت کر دے گی۔

۸ - مقامِ ابراہیم علیہ السلام مجلس اساسی کو یہ معلوم کر کے اطمینان ہوا ہے کہ مقام ابراہیم کی زائد عمارت کو منہدم کرنے کے لیے ہماری مقرر کردہ خاص کمیٹی نے جو سفارشات کی تھیں ان کی تنفیذ کے لیے رابطہ کے سکرٹریٹ نے مناسب کارروائی کی ہے۔ اور مجلس اس بات پر شاہ فیصل کی حکومت کا شکریہ ادا کرتی ہے کہ اس نے ان سفارشات پر عمل درآمد کا فیصلہ کر لیا ہے۔

(یاد رہے کہ مقامِ ابراہیم اور کعبہ کے درمیان جگہ تنگ ہونے کی وجہ سے طواف کرنے والوں کو سخت مشکل پیش آتی ہے، حتیٰ کہ بسا اوقات کثرتِ ازدحام سے اموات تک ہو جاتی ہیں۔ اس لیے مجلس نے یہ تجویز کیا تھا کہ مقامِ ابراہیم کی عمارت توڑ دی جائے اور وہ پتھر جو اصل میں مقامِ ابراہیم ہے اپنی جگہ پر رہنے دیا جائے، اور اس پر بلّور کا ایک مضبوط اور مدوّر قبّہ بنا دیا جائے۔)

۹ - شیخ محمد عبداللہ سابق وزیر اعظم کشمیر کی نظر بندی رابطۂ عالمِ اسلامی کی مجلس اساسی حکومتِ ہند سے اپیل کرتی ہے کہ وہ کشمیری مسلمانوں بلکہ دنیا کے سارے مسلمانوں کا مطالبہ تسلیم کرتے ہوئے کشمیری لیڈر شیخ محمد عبداللہ کو رہا کر دے اور اس طویل قید و بند کے بعد ان کی آزادی کو بحال کر کے ان کے ساتھ حسنِ سلوک کا رویہ اختیار کرے۔

۱۰ - اخوان المسلمون کا مسئلہ مصر میں جماعت اخوان المسلمون کے ساتھ جو سلوک کیا جا رہا ہے اس کے متعلق مجلس اساسی کو جو تفصیلات موصول ہوئی ہیں ان کا جائزہ لینے کے بعد مجلس یہ فیصلہ کرتی ہے کہ اس کی طرف سے حسبِ ذیل بیان جاری کیا جائے:

"مختلف ذرائع سے متواتر یہ خبریں مل رہی ہیں کہ مصر میں جماعت اخوان المسلمون کے جن لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے ان پر سخت ظلم توڑے جا رہے ہیں اور انہیں بڑی دردناک سزائیں دی

جاری ہیں۔ سب سے بڑھ کر اس جور و ستم کا نشانہ وہ عظیم داعیانِ اسلام بن رہے ہیں جن کا اس کے سوا کوئی قصور نہیں کہ وہ دعوت الی اللہ کا فریضہ انجام دیتے ہیں اور حکومت کے ذمہ دار لوگوں کو اسلامی اصولوں کے اتباع کی نصیحت کرتے ہیں۔

رابطۂ عالم اسلامی کی مجلس اساسی اس بات کی دل سے خواہاں ہے کہ وہ مسلم ممالک کے داخلی معاملات میں قطعاً دخل نہ دے، مگر اس کے باوجود جب وہ دیکھتی ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کی خاطر مخلصانہ سعی و جہد کرنے والی ایک مشہور و معروف مومن جماعت کو نشانۂ ظلم بنایا جا رہا ہے تو وہ اس پر اپنے شدید رنج والم کا اظہار کیے بغیر نہیں رہ سکتی۔ اس مجلس کی رائے میں یہ بات کسی طرح گوارا کیے جانے کے قابل نہیں ہے کہ عین اُس وقت جبکہ دنیا بھر میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اعداءِ اسلام کی سرگرمیاں جاری ہیں اور بعض ملکوں میں نامور مسلمان لیڈروں کے قتل تک نوبت پہنچ چکی ہے، دنیائے اسلام کے محبوب ملک مصر پر یہ دھبہ لگے کہ اس کی اپنی ہی سرزمین میں اسلام کی آواز دبائی جائے اور اس کے داعیوں پر ظلم توڑا جائے۔

مجلس اساسی مصر کے اصحابِ حل و عقد سے اپیل کرتی ہے کہ وہ اہلِ ایمان کے خون کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈریں۔ اور مسلمانوں میں مصر کو جو عزت حاصل ہے اسے داغدار نہ کریں۔ اور ان اعیانِ اسلام کو عزت و احترام کے ساتھ رہا کر دیں۔

مجلس یہ بھی فیصلہ کرتی ہے کہ اسلامی اور عربی ممالک کے فرمانرواؤں اور اقوام متحدہ اور عرب لیگ کے جنرل سکرٹریوں کو تار بھیجے جائیں اور ان سے درخواست کی جائے کہ وہ دوستانہ طریقہ سے اس معاملہ میں دخل دے کر اس ظلم و ستم کو بند کرائیں۔

مجلس، رابطۂ عالم اسلامی کے سیکرٹریٹ کو ہدایت کرتی ہے کہ وہ اپنے سارے ممکن وسائل اس صورتِ حال کی اصلاح کیلیے استعمال کرے۔

۱۱۔ مسلم نوجوانوں کی تنظیم | مجلس نے اُس اسکیم پر غور کیا جو اس کے بعض محترم ارکان کی طرف سے عالمِ اسلام کے مسلم نوجوانوں کی ایک ایسی تنظیم قائم کرنے کے لیے پیش کی گئی ہے جس کا مقصد نوجوانوں کی صحیح رہنمائی کرنا اور دنیا کے مختلف حصوں میں نوجوانوں کی جو تنظیمات کام کر رہی ہیں ان کے درمیان رابطہ پیدا کرنا ہو۔ مجلس اس اسکیم سے اتفاق کرتی ہے اور یہ کام رابطۂ عالم اسلامی کے سکرٹریٹ کے سپرد کرتی ہے کہ وہ اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ضروری اقدامات کرے۔